Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

انگریزی ادبی کالم نگاری (نو آبادیاتی اور مابعد نو آبادیاتی سیاق)

***حفصہ مالک**

ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی، شعبہ اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

****ڈاکٹر عارفہ اقبال**

استاد شعبہ اُردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:

Colonizers put an impact on natives of sub-continent that local languages are creating a barrier line among their progress. "Learn Persian, sell oil", such proverbs were the part of those conspiracies to push the native literature and languages to the margins. The natives start disowning their own language. In this paper it would be reviewed that how English Newspapers replaced native newspapers. Moreover, how the columns written in English language proved to be helpful in understanding Urdu language and Urdu literature to the English knowing community. These literary columns proved themselves to be helpful in defining and introducing Urdu literature on world level as English is an international language.

کلیدی الفاظ:

انگریزی ادبی کالم، اردو، اصنافِ سخن، تبصرۂ کتب

برصغیر میں انگریزی ادبی کالم نگاری کی روایت اور پس منظر پہ روشنی ڈالتے ہوئے یہ سوال از خود جنم لیتا ہے کہ آیا انگریز نو آبادکاروں سے قبل اس خطے کی مقامی زبانوں میں صحافتی سرگرمیاں جاری تھیں یا نہیں؟ اس سوال کے جواب کی کھوج لگاتے ہوئے تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھیں تو یہاں کی مقامی زبانوں میں اخبار نویسی اور صحافتی سرگرمیوں کی ایک مفصل تاریخ ملتی ہے۔ اس کا مختصر احوال یہاں بیان کرنا ناگزیر ہے تاکہ اس سلسلے میں جنم لینے والے مزید سوالات کی وضاحت کی جا سکے۔

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے قبل کی صحافیانہ سرگرمیوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ یہاں اردو اور فارسی زبان میں کئی اخبارات پہلے سے جاری تھے۔ برصغیر کا پہلا اردو اخبار ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے جاری ہوا جس کا نام **جامِ جہاں نما** تھا۔ اس اخبار کا آغاز فارسی زبان سے ہوا جب کہ ایک برس تک اِس اخبار میں اردو ضمیمے کا اجرا عمل میں لایا گیا، جس کا سلسلہ پانچ سال تک جاری رہا۔

فارسی زبان سے آغاز ہونے والے اخبار **جامِ جہاں نما** نے ایک برس بعد ہی اردو زبان کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کی وجہ عوام الناس کی اردو زبان میں دل چسپی اور مانگ ہر گز نہ تھی۔ بل کہ نو آبادکاروں کی مرکز کی زبان کو حاشیے میں دھکیلنے کی کوشش تھی۔ فارسی کو ختم کیا جانا اور اس کی جگہ اردو اور انگریزی زبان کو مقبولیت دینا در اصل ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا جا رہا تھا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عبدالسلام خورشید رقم طراز ہیں:

"ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسی یہ تھی کہ فارسی کو ختم کیا جائے غالباً اس لیے کہ یہ زبان گزشتہ حکم ران طبقے کی زبان تھی۔ کمپنی کی خواہش تھی کہ اردو یا ہندوستانی کو رواج دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ **جامِ جہاں نما** کو پہلے اردو میں جاری کیا گیا۔ جب چند ہی پرچوں کے بعد یہ محسوس ہوا کہ لوگ فارسی کے ساتھ زیادہ مانوس ہیں، تو فارسی کر دیا گیا۔ اس کے بعد اردو ضمیمہ جاری کیا گیا، تاکہ آہستہ آہستہ لوگوں کا ذوق بدلا جا سکے۔ لیکن یہ اقدام بھی ناکام رہا اور اردو ضمیمہ بھی بند ہو گیا۔" ( )

اردو زبان کا پہلا مکمل اخبار **دہلی اردو اخبار** تھا۔ مولوی محمد باقر (۔ ۵) کو دہلی میں اردو صحافت کا نقیبِ اول مانا جاتا تھا۔ ۱۸۳۶ء میں انھوں نے اپنے گھر میں ایک چھاپہ خانہ لگایا اور ایک ہفت روزہ اخبار **دہلی اردو اخبار** جاری کیا۔ اس اخبار کا ماہانہ چندہ دو روپے، جب کہ سالانہ فیس بیس (۲۰) روپے تھی۔ ( )

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

یہ وہ عہد تھا جب ہندوستان میں اخبار رساں ایجنسیوں کا دستور تو نہ تھا، تاہم مغلیہ دورِ حکومت کی باقیات میں خبر رسانی کے ذرائع مرتب شدہ حالت میں موجود تھے۔ کچھ خبر رسانی کے افراد کمپنی کی حکومت نے اپنے طور پہ بنا رکھے تھے جو 'اندر کی خبر' پہنچانے میں معاون ثابت ہوتے تھے۔ **دہلی اردو اخبار** کو اس لحاظ سے برتری حاصل ہے کہ اس اخبار کی خبر رسانی کے لیے اپنے باشندے تھے جو سچ اور جھوٹ میں فرق بتا کر غیر جانب دارانہ رائے سامنے لانے کے قائل تھے۔

مولوی محمد باقر (- ۵) نے **مظہر الحق** کے نام سے ۱۸۴۳ء میں ایک اور اخبار نکالا جس میں شیعہ مسلک کے خیالات کی ترجمانی کی جاتی تھی۔ اخبار کے مدیر کے طور پہ شیخ امداد حسین کا نام دیا جاتا تھا، تاہم دہلی اردو اخبار کے بیشتر مضامین اس اخبار میں نقل کیے جاتے تھے۔

دہلی اردو اخبار اور **مظہر الحق** دونوں اخبارات ۱۸۵۷ء تک جاری رہے۔ بعد ازاں مولوی محمد باقر کو گولی سے اڑا دیا گیا جس کے بعد یہ اخبارات بھی جاری نہ رہ سکے۔

سر سید احمد خان (-) کے بھائی سید محمد خان (۴ - ۴) نے ۱۸۳۷ء میں **سید الاخبار** کے نام سے اخبار جاری کیا۔ سید محمد خان ایک سرکاری ملازم تھے، للٰہذا اخبار کی ادارت مولوی غفور احمد کے سپرد تھی۔ مولوی غفور احمد کا شمار اہلِ قانون میں ہوتا تھا، اس لیے ان کے ذوقِ طبع کے مطابق اخبار میں زیادہ تر مضامین اس طرز کے شامل ہوتے جو وکلا برادری کے لیے دل چسپی کا باعث بنتے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ اخبار وکیلوں میں ہر دل عزیز تھا۔ مرزا غالب (-) اور سر سید احمد خان میں ایک گہرا تعلق پایا جاتا تھا۔ دوسری بات **دہلی اردو اخبار** سے مرزا غالب کی چپقلش تھی۔ اس لیے انھیں **سید الاخبار** بے حد پسند تھا۔ ۱۸۴۶ء میں سید محمد خان کی چونیتس برس کی عمر میں وفات ہو گئی۔ اس کے بعد سر سید احمد خان نے اخبار کی ادارت اور اشاعتِ مضامین کی ذمہ داری اپنے ذمے لے لی۔ ڈاکٹر عبد السلام خورشید کی تحقیق کے مطابق یہ اخبار ۱۸۵۰ء میں بند ہو گیا۔( )

دہلی میں اس کے علاوہ **صادق الاخبار**، **تریم الاخبار**، **خلاصۃ الاخبار**، **خلاصہ اطراف**، **ضیا الاخبار**، **اخبار دہلی**، **وحید الاخبار** وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

دہلی کے علاوہ برصغیر کے دیگر علاقوں میں بھی مختلف علاقائی زبانوں میں بھی اخبارات کا اجرا برصغیر میں صحافت کی نمایاں سرگرمیوں کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

پنجاب میں ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء کو لاہور سے **کوہِ نور** نامی اخبار جاری ہوا۔ گارساں دتاسی (Garcin de Tassy) (- ۴) تحقیق کے مطابق **کوہِ نور** شمالی ہند کا سب سے زیادہ ہر دل عزیز اخبار تھا۔ گارساں دتاسی اپنی فرانسیسی کتاب میں لکھتا ہے کہ **کوہِ نور** کا پہلا مدیر سورج بھان تھا، جس نے کئی انگریزی کتب کا ترجمہ کیا۔ **کوہِ نور** کو اس لیے بھی دیگر اخبارات کی نسبت زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ اس نے اپنی پچپن سالہ زندگی کے دوران بے شمار صحافی تیار کیے۔ انیسویں صدی میں لاہور سے جاری ہونے والے اکثر و بیشتر صحافیوں کا کسی نہ کسی طرح **کوہِ نور** سے تعلق ضرور تھا۔

کوہِ نور کے اجرا کے چند ماہ بعد ہی لاہور سے **دریائے نور** کے نام سے اخبار جاری ہوا۔ یہ اپنے طور پہ اردو کا پہلا کامل آزاد اخبار تھا۔ اس اخبار کا پہلا مدیر نجیب الدین حسن تھا۔

۱۸۵۵ء میں لاہور سے ایک ہفت روزہ **لاہور گزٹ** کے نام سے جاری ہوا۔

۱۸۵۶ء میں لاہور سے اخبار **پنجاب جرنل** جاری ہوا۔ لاہور کے بعد پنجاب کا سب سے بڑا اور اہم مرکز سیال کوٹ تھا۔ اس کی وجہ سیال کوٹ میں شرح خواندگی کا زیادہ ہونا تھا۔ سیال کوٹ کا پہلا اخبار **ریاض الاخبار** تھا۔ ۱۸۵۲ء میں **چشمہ فیض** جاری ہوا۔ مدیر (منشی دیوانچند) **کوہِ نور** کی طرح سیال کوٹ کے اس اخبار کو بھی سرکاری امداد حاصل تھی۔(۴)

۱۸۵۶ء ہی کے آغاز میں ملتان سے **ریاضِ نور** جاری ہوا جس کے مدیر منشی محمد مہدی حسین خان تھے۔ مذکورہ اخبار کے اجرا کے قریباً ڈیڑھ برس بعد ملتان سے **شاہ شمس** نامی ایک اور اخبار جاری ہوا۔ اس کی ادارت فقیر غلام نصیر الدین کے سپرد تھی۔

لاہور، سیال کوٹ اور ملتان کے علاوہ پنجاب کے دیگر شہروں سے بھی اردو اخبارات کے اجرا کا قیام عمل میں لایا جا چکا تھا۔ ۱۸۵۰ء میں گوجرانوالہ سے **گلزارِ پنجاب** نکلا۔ ۱۸۵۴ء میں گجرات سے **مطلع الانوار** جاری ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں پشاور سے **خوش بہار** جاری ہوا اور شملہ سے **شملہ اخبار** صحافتی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل تھا۔

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

آگرہ میں صحافتی سرگرمیوں کا جائزہ لیں تو ۱۸۴۶ء میں آگرہ کالج سے **صدر الاخبار** کے اجرا کی تفصیل ملتی ہے۔ایک صاحب قمر الدین نے ۱۸۴۷ء میں **اسعد الاخبار** جاری کیا۔اسی زمانے میں **مطلع الاخبار** بھی آگرہ ہی سے جاری ہوا۔اس کے مدیر شیخ خادم علی تھے علاوہ ازیں **قطب الاخبار** اور **اخبار النواح** نامی دو اخبارات بھی آگرہ ہی سے صحافتی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

لکھنؤ کی صحافتی سرگرمیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں چھاپے خانوں کا قیام تو ایک عرصہ سے ہی عمل میں لایا جا چکا تھا تاہم پہلا اخبار ۴ ء میں **لکھنؤ اخبار** کے نام سے جاری ہوا۔اس کے علاوہ لکھنؤ میں دو اخبارات کا چرچا تھا۔ایک **طلسمِ لکھنؤ** اور دوسرا **سحرِ سامری**۔ لکھنوی اخبارات کی تاریخ کا ڈاکٹر عبد السلام خورشید نے اپنی کتاب **صحافت پاکستان وہند میں** میں تفصیلی جائزہ لیا ہے۔اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"طلسمِ لکھنو ۱۸۵۶ء میں جاری ہوا۔اس کا ایک پرچہ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا، دہلی میں محفوظ ہے جو سولہ جنوری ۱۸۵۷ء کو نکلا۔اس کی جلد ۱۱ اور نمبر ۲۶ ہے۔اس اخبار کی عبارت عموماً مقفیٰ ہوتی تھی۔۔۔ سحرِ سامری نومبر ۱۸۵۶ء میں جاری ہوا۔اس کا اندازِ تحریر بھی وہی مقفیٰ انداز تھا جو لکھنؤ میں خصوصیت سے پسند کیا جاتا تھا۔۔۔ان دو کے علاوہ لکھنؤ سے ایک اخبار مخزن الاخبار کے نام سے بھی ۱۸۵۶ء میں جاری ہوا۔"(۵)

شمالی ہند کے دیگر علاقوں میں بھی اخبارات کا سلسلہ جاری تھا۔ مثلاً بنارس میں **سدھاکر اخبار**، **بنارس اخبار**، **بنارس گزٹ**، **باغ وبہار**، **زائرینِ ہند**، بمبئی سے **مفتاح الاخبار**، **جامِ جمشید** اور **جامِ جہاں نما**، بریلی میں **عمدۃ الاخبار** اور علی گڑھ سے **فتح الاخبار** وغیرہ۔یہی نہیں اردو کے علاوہ دیگر علاقائی ومقامی زبانوں میں بھی اخبارات کا باقاعدگی یا بے قاعدگی سے اجرا کیا جاتا رہا ہے۔یہ تمام تر حقائق اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ فرنگی سرکار کی آمد سے قبل بھی یہاں کی علاقائی ومقامی زبانوں میں خبر تک رسائی کا سلسلہ جاری تھا۔ایسے میں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ ایسی کیا وجوہ تھیں کہ انگریزی زبان اور انگریزی اخبارات کو متعارف کروانا اور جاری کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔اس سوال کی تہہ تک پہنچنے کے لیے نوآبادیاتی فکر اور اقدامات کا جائزہ لینا اہم ہے۔

اس سے پہلے کہ اس پہلو کی وضاحت پیش کی جائے کہ نوآبادکار برصغیر میں اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے، پہلے نوآبادیات کا معنی جاننا ضروری ہے۔

"نوآبادیات کو انگریزی میں Colonialism کہا جاتا ہے جس کے معنی: نوآبادیات پہ قبضہ کرنے اور حکومت کرنے کی پالیسی، استعمار، نوآبادیات یا کمزور اقوام کا استحصال۔"( )

نوآبادکار ہمیشہ ان ممالک اور اقوام پہ اپنی اجارہ داری قائم کرتے ہیں جن کا شمار حکومتی یا سیاسی سطح پہ کمزور ممالک میں ہوتا ہو۔ برصغیر میں تمام تر ذخائر ہونے کے باوجود حکومتی سطح پہ قابلِ قدر ترقی رونما نہ ہو سکی تو ایسے میں نوآبادکار کسی نجات دہندہ کا روپ دھار کر سامنے آئے۔یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ نوآبادکار ایک ایسا گروہ ہوتا ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کم زور انسانوں پہ لاگو ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیر (۵) اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ انسانوں کے مخصوص گروہ کے ہاتھوں مخصوص مقاصد کی خاطر برپا ہونے والی صورتِ حال ہے۔اس گروہ کو نوآبادکار کہا جاتا ہے۔" (۷(

عام الفاظ میں نوآبادیاتی نظام سے مراد ایک ملک کا دوسرے ملک پہ قبضہ قائم کرنا ہے۔ مگر علمی وسیاسی نقطہ نظر سے نوآبادیاتی نظام باقاعدہ ایک نظریے کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔لہٰذا یہ باقاعدہ ایک آئیڈیالوجی کا درجہ رکھتا ہے۔اس حوالے سے یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ نوآبادیات ایک فلسفے کا نام ہے جس کی بنیاد "تہذیبی مشن" پر ہے۔اس مشن کا مقصد یہ ہے کہ ترقی یافتہ اور مہذب اقوام پس ماندہ اقوام کو مہذب اور ترقی یافتہ بنائیں۔چوں کہ مغرب مہذب اور ترقی یافتہ ہے اس لیے اس تہذیبی مشن کو پورا کرنے کی ذمہ داری اس کے سر ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ چوں کہ دیسی باشندہ سست، کاہل اور کند ذہن ہے اس لیے اس کو نہ تو مکمل علم دیا جا سکتا ہے نہ حکومت نہ ٹیکنالوجی۔امپیریلزم یا سامراج اپنے تہذیبی مشن کو پورا کرنے کے لیے کوئی بھی انتظام اختیار کر سکتا ہے۔اسے نوآبادیات کہتے ہیں۔(۸(

مغرب نے ہمیشہ مشرق کو محکوم، غلام، کم زور اور کم تر دیکھا اور سمجھا ہے۔ وہ مشرق کو ناکام، سست اور کاہل کہنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔یہی وجہ ہے کہ مقامی باشندے کو ہمیشہ جاہل، سست اور کاہل قرار دیتے ہوئے اس کے علم، وژن، اقدار، روایات اور تہذیب کی نفی کرتے ہوئے اپنا بنایا گیا نظام اور روایات کا پرچار کرتا نوآبادکار کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ڈاکٹر مبارک علی (۴) لکھتے ہیں:

JAHAN E TAHGEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

''نو آبادیاتی نظام ایک سوچ، نظریہ اور فکر کی پیداوار تھا جس میں اس بات پہ زور دیا گیا تھا کہ دنیا میں نسلوں اور قوموں میں فرق اور اختلاف ہے جس کی وجہ سے کچھ نسلیں اعلیٰ، برتر اور مہذب ہیں اور کچھ کم تر و غیر مہذب۔ لہٰذا اعلیٰ و مہذب نسلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر متمدن نسلوں کو اپنی ماتحتی میں رکھ کر مہذب بنائیں اور ان کی زندگی میں مستقبل کو بہتر بنانے میں مدد دیں۔'' (۹)

برصغیر کی تاریخ میں نو آبادکاروں کی اجارہ داری کا عہد اپنے عزائم اور مقاصد کی تکمیل کے خواب کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ استعماری طاقتوں نے اپنی حکومت اور طاقت کے پھیلاؤ کے لیے کئی طرح کے جواز پیش کیے۔ مثلاً:

''ہم مہذب اور ترقی یافتہ ہیں اس لیے غلام قوموں کی اصلاح ہمارا فرض ہے۔''(۱۰)

ہندوستان میں ان نو آبادکاروں نے ہندوستان میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے 'علم' کو طاقت کا ذریعہ بنایا۔ ایسے میں مرکزی زبان اور علاقائی زبان کو حاشیائی علاقے میں دھکیلنے کے بعد انگریزی زبان کو مرکزی حیثیت دینے کے لیے کوششیں کی گئیں۔ اس سلسلے میں پہلا اہم بیانیہ جو استعمار کاروں کی آمد کے بعد سامنے آیا وہ 'سیکھو فارسی بیچو تیل' تھا۔ گویا فارسی زبان و ادب جو مرکزی زبان تھی، مقامی باشندوں کے زوال کی اہم وجہ قرار پائی۔ اس کی جگہ نو آبادکاروں نے نجات دہندہ کا کردار ادا کرتے ہوئے مقامی باشندوں میں کچھ ایسے میر جعفر میر صادق اپنی حمایت میں اکٹھے کیے جو استعمار کاروں کو ہی ترقی کی اصل وجہ سمجھتے ہوئے مقامی باشندوں کو ان کی پیروی کرنے کا سبق سکھانے لگے۔

فارسی زبان چوں کہ اول درجے کی زبان کے طور پہ فائز تھی، پہلا حملہ اس کی شناخت پہ تب ہوا جب فارسی کو سرکاری زبان کے درجے سے برطرف کیا گیا۔ فارسی کے جید شعرا حافظ (۵ـ)، رومی (ـ) بیدل (۴ ـ) اور اہم کتب **گلستان و بوستان** میں چھپی تہذیب، اقدار اور ادب کی نفی کی گئی۔ اس طرزِ تعلیم کی جس ہندوستانی نے سب سے پہلے مخالفت کی وہ اکبر الہ آبادی (۴ ـ) تھے۔ اکبر انگریزی سامراج اور نو آبادکاروں کے خطرناک عزائم کو بہت پہلے بھانپ چکے تھے۔ ان کا ذکر وہ اپنی شاعری میں بھی برملا کرتے ہیں۔ بہ قول اکبر:

چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری کو بھول جا

شیخ مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ

کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا

اکبر وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے استعمار کاروں کے 'علم' کو طاقت ماننے سے انکار کیا اور ان کے خطرناک ارادوں کو بھانپ لیا۔ اس بات کو ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے ہنٹر کی تحریر سے یوں اخذ کیا ہے:

''ہندوستانی یورپی تعلیم، ہندوستانیوں کی رضامندی ہی سے انھیں ایک نئی شناخت دیتی تھی۔ یہ تعلیم کس نوع کی شخصیتوں کی تشکیل کرتی تھی، ہنٹر کی زبانی سنیے: ''کوئی نوجوان آدمی، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، ہمارے اینگلو انڈین سکولوں سے جب نکلتا ہے تو اپنے آبائی اعتقادات پر بے یقینی سیکھ چکا ہوتا ہے۔'' (۱۱)

اس حقیقت کو کسی طور جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ جب بھی کوئی نو آبادکار کسی خطے پہ قابض ہونے کی کوشش کرتا ہے، سب سے پہلا حملہ اس کی ثقافت، زبان اور تمدن میں تبدیلیاں رونما کر کے دبدبہ قائم کرتا ہے۔ ثقافتی اجارہ داری کے حوالے سے ڈاکٹر ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

''اجارے کا عمل عام طور پر دو صورتوں میں ہوتا ہے: اجارہ زدہ گروہ کا خود اپنے خیالات، ثقافت، شناخت سے دست بردار ہو جانا؛ اور اپنی ثقافتی شناخت کے حاشیائی مقام کو تسلیم کر لینا۔ استعماری سیاق میں دیکھیں تو استعماری شناختوں کا اجارہ اس وقت ممکن ہوتا ہے جب مقامی باشندے اپنے محکوم ہونے کو اپنی شناخت کے طور پہ تسلیم کر لیں۔ یعنی یورپیوں کو اپنا آقا ماننے لگیں۔'' (۱۲)

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

برصغیر میں نوآبادکاروں نے انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کے لیے سرکاری ملازمتوں میں ترجیح دینے کا جھانسا دیا، اس کا سلسلہ نوآبادکاروں کے عہد میں ہی نمو پانے کے بعد کسی طور نہ رک سکا بلکہ اس کے اثرات مابعد نوآبادیاتی عہد میں زیادہ طاقت ور انداز میں دکھائی دیے۔ فر فر انگریزی بولنے اور علم کا ذریعہ انگریزی زبان ہی کو ماننے اور تسلیم کرنے کے بعد مقامی زبانوں کی حیثیت تو مرکز سے بآسانی حاشیائی علاقے کا سفر طے کر گئی، اس کے ساتھ ساتھ غلام ہندوستان کو نوآبادیاتی عہد کے خاتمے کے بعد بھی ذہنی طور پہ غلامی سے نجات دلانے میں کام یاب نہ ہو سکی۔

انگریزی اخبارات کی کثیر تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ کہنے میں کوئی باق نہیں کہ برطانوی سامراجی طاقتوں نے اپنی اجارہ داری میں جس 'علم' کی تاک بٹھانے کی کوشش کی تھی اس میں پوری طرح کام یاب ہوئے کیوں کہ ذہنی طور پہ آزادی کا تصور کرنا شاید اگلی ایک صدی تک بھی ممکن نہ ہو۔

برصغیر میں برطانوی نوآبادکاروں کی آمد کے بعد جب 'علم' کی شناخت طاقت ور اور استعمار کار طبقے کے استحکام سے منسلک ہو گئی تو انگریزی زبان رفتہ رفتہ مفتوح و محکوم طبقے میں بھی رائج ہونے لگی۔ اس سلسلے میں کئی ایک انگریزی اخبارات سامنے آئے۔ مقامی باشندوں میں سے ایک طبقہ ایسا بھی تھا جس نے مقامیت کو جھٹلا کر بدیسی حکم رانوں کو طاقت ور بنایا۔ اس سلسلے میں سامنے کی مثال سر سید احمد خان کی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی ایک جھلک ڈپٹی نذیر احمد (۔) کے ناول **ابن الوقت** میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیر سر سید کی برطانوی سامراج کی بے جا حمایت کو دلیل کے طور پہ سامنے لاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب تک مسلمان ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے رہے، مزاحمت کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے رہے مگر جب اپنی محکومانہ حیثیت کو قبول کر لیا تو مزاحمت کی جگہ متابعت نے لے لی، اور اس کے ساتھ ہی ثقافتی اجارہ داری کی راہ ہموار ہو گئی۔ مثلاً سر سید جب یہ کہتے ہیں: "ہم انگلش گورنمنٹ کے زیرِ سایہ بستے ہیں، جس میں ہم کو ہر طرح کا امن وامان حاصل ہے۔ ہم کو اپنی گورنمنٹ کا بہت شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے ہم کو امن وامان کے سوا تعلیم میں بھی ایسی مدد دی ہے کہ کوئی سلطنت، کوئی بادشاہت ایسی ہم کو نظر نہیں آتی جس نے اپنی رعایا کی تعلیم میں ایسی مدد کی ہو اور عمدہ سامان تعلیم کا مہیا کر دیا ہو۔" (۱۳)

ان تمام تر حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے انگریزی زبان اور اس کی ترویج میں آنے والے تسلسل کے پیشِ نظر کئی انگریزی اخبارات بھی سامنے آئے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے انگریزی صحافت کے قیام میں ولیم بولٹس (William Bolts) (۔) ۱۷۶۸ء میں پہلی ناکام کوشش کی۔

"The first definite step towards the establishment of a newspaper in the sub-continent seems to have been taken by William Bolts, who, in 1768, proposed to set up a printing press at Calcutta and affixed a notice on the door of the Council House announcing his intention to bring out a newspaper."(14)

ترجمہ؛ برصغیر میں اخبار کے قیام کی طرف پہلا یقینی قدم ولیم بولٹس نے اٹھایا جس نے سترہ سو اڑسٹھ میں کلکتہ میں ایک پرنٹنگ پریس قائم کرنے کی تجویز دی اور کونسل ہاؤس کے دروازے پہ اخبار نکالنے کے ارادے کا اعلان کرتے ہوئے نوٹس چسپاں کر دیا۔

ولیم بولٹس اپنے عزائم میں بری طرح ناکام ہوا اور سامراجی طاقتوں نے اپنے ہی خلاف ہونے کے جرم میں اسے ملک بدر کر دیا۔

ولیم کی ناکام کوشش کے طویل عرصہ گزر جانے کے بعد پہلا انگریزی اخبار جیمز آگسٹس ہِکی (James Augustus Hicky) (۔ ۴) نے کلکتہ سے شروع ہوا۔ اس اخبار کا نام **بنگال گزٹ یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر** ((Bengal Gazette or Calcutta General Advertiser۔ عرفِ عام میں اس اخبار کو ہکی گزٹ کہا جاتا رہا۔ ہکی گزٹ (Hicky Gazette) اپنی بے جا تنقید اور کڑی خبروں کی وجہ سے عوام میں اشتعال انگیزی کا باعث بننے کے سبب خبروں کی خوب رونق بنا رہتا۔ اس کی بندش کے لیے کئی بار گورنر جنرل کو شکایتی چٹھیاں بھی موصول ہوتیں لیکن ان تمام تر تنازعات کے بعد اس اخبار کو اس لیے بھی یاد رکھا جانا ضروری ہے کہ یہ پہلا انگریزی اخبار تھا جس نے برصغیر کو نوآبادکاروں کی حکم رانی سے نجات دلانے کی تحریک میں آواز اٹھائی۔

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

دوسرا انگریزی اخبار **انڈین گزٹ**(Indian Gazette) کے نام سے شائع ہوا۔اس اخبار کا آغاز نومبر ۱۷۸۰ء میں کلکتہ سے ہوا۔اس کے بعد کئی دیگر انگریزی اخبارات کا تانتا بندھ گیا جن میں **کلکتہ گزٹ** (Calcutta Gazette)،**بنگال جنرل**(Bengal General) ، جو فروری ۱۷۸۵ء میں شروع ہوا،ماہنامہ **اورینٹل میگزین** (Oriental Magazine)،جو اپریل ۱۷۸۵ء میں شروع ہوا۔اور پھر ۱۷۸۶ء میں آغاز کیا جانے والا **کلکتہ کرونیکل** (Calcutta Chronicle) وغیرہ۔(۱۵)

یہ وہ تمام اخبار تھے جو نو آباد کاروں کی آمد کے بعد مقامی زبانوں کو حاشیے پر دھکیلنے سے بچاؤ کی کوشش میں سامنے آئے۔ان اخبارات ہی کا خاصا تھا کہ سماج میں کلاس سسٹم رائج ہوا۔انگریزی اخبار خریدنا پڑھنا اور جاننا ایلیٹ کلاس کی نمائندگی کرتا تھا اور فارسی و دیگر مقامی زبانوں کا جاننے والا برطانوی استعمار کاروں کی نظر میں جنگلی، گنوار، سست اور کاہل قرار پایا۔

اسی عہد میں کچھ اور اخبارات سامنے آئے جو انگریزی زبان کی نمائندگی کرتے تھے۔ان میں بارہ ۱۲ اکتوبر ۱۷۸۵ء کو جاری ہونے والا **مدراس کوریئر**(Madras courier) ہفت روزہ **مدراس گزٹ** (Madras Gazette) اور **انڈین ہیرلڈ** (Indian Herald) اہم ہیں۔یہ سب اخبارات ۱۷۹۵ء میں جاری ہوئے۔( ) اسی طرح مقبوضہ ہندوستان کے دیگر علاقوں سے بھی انگریزی زبان میں اخبارات جاری ہوتے رہے جو انگریزی زبان کو مقامی زبان کی جگہ لینے کی حتی المقدور کوشش تھی۔

اردو ادب کے بارے میں انگریزی ادبی کالموں پہ مشتمل اب تک جن کالم نگاروں کی کتب منظرِ عام پہ آچکی ہیں ان میں ابوالخیر کشفی(-)،جیلانی کامران(-) ، سی-ایم-نعیم،ڈاکٹر امجد پرویز (۵۴)،ڈاکٹر آفتاب احمد(-)،اے-آر-انجم، سید محمد افسر ساجد(۴)،سید ارتضیٰ حسین، پروفیسر نظیر صدیقی (-) ،صفدر میر(-)اور ڈاکٹر ناصر عباس نیر کے انگریزی ادبی کالموں کی کتب ہیں۔ان تمام کتب کا مختصر تعارف ذیلی سطور میں پیش کیا گیا ہے۔

Conspectus

اے۔آر۔انجم کی کتاب Conspectus ، ۱۹۷۹ء میں لاہور کے اشاعتی ادارے ارسلان پبلی کیشنز سے شائع ہوئی۔کتاب میں انگریزی مضامین ستر (۷۰) کی دہائی میں لکھے گئے کالموں کا مجموعہ ہے۔یہ کالم انگریزی جریدوں Explorations, Ravi اور Iqbal میں شائع ہوتے رہے۔کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ اردو ادب اور پاکستانی بیانیے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔جب کہ دوسرے حصے میں اے۔آر۔انجم نے عالمی ادب کے حوالے سے مضامین کو قلم بند کیا ہے۔اس حوالے سے وہ دیباچے میں لکھتے ہیں:

"These essays have been sub-divided into two sections. The first part is concerned with Pakistani themes and the second deals with English literature." (17)

ترجمہ:ان مضامین کو دو حصوں میں ذیلی تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ پاکستانی موضوعات سے متعلق ہے اور دوسرا انگریزی ادب سے متعلق ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں کل پانچ مضامین ہیں۔ان سے میں چار کا تعلق اردو ادب کے حوالے سے ہے۔ان چار مضامین میں اقبال اور مسلم تہذیب، اقبال کی شاعری میں ابلیس کا کردار، انگریزی روایات اور اردو شاعری اور ادب اور سماج کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

Cultural Images in post Iqbal world

جیلانی کامران کی کتاب Cultural images in post Iqbal world بزمِ اقبال لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۸۸ء میں اشاعت پزیر ہوئی۔یہ کتاب ادب اور ثقافت کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو سمجھنے کی اہم دلیل ہے۔یہ کتاب بھی ان کالموں کا مجموعہ ہے جو جیلانی کامران نے انگریزی اخبار دی نیشن (The Nation) کے لیے لکھے۔یہ کالم انھوں نے نیشن کے جوائنٹ ایڈیٹر خالد احمد کی فرمائش پہ لکھے۔)18)

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جیلانی کامران نے اس کتاب میں عہدِ اقبال کے بعد اردو ادب کے ادبی منظر نامے کی تصویر کشی کی ہے۔اس میں شاعری، ناول، افسانہ اور ڈرامے کے حوالے سے اس عہد کی معتبر تحریروں کو شاملِ بحث کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عارفہ شہزاد اس کتاب کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"اس کتاب میں اقبال کے بعد کے عہد میں پہنچنے والے ادبی رجحانات کو عمرانی زاویہ نظر سے پرکھا گیا ہے۔اس ضمن میں شاعری، افسانہ، ناول اور ڈراما کے حوالے سے کم و بیش تمام اہم معاصر تحریریں زیرِ بحث آگئی ہیں۔۔۔بہ حیثیتِ مجموعی انیس سو اسی کی دہائی کے ادبی رجحانات کی تفہیم کے ضمن میں یہ کتاب اہمیت کی حامل ہے۔"(۱۹)

Perceptions

سید محمد افسر ساجد کا انگریزی کالم نگاروں کی اس صف میں شمار ہوتا ہے جنھوں نے اسی کی دہائی میں ادبی کالم نگاری میں اپنی پہچان بنوائی۔ان کے کالم لکھنے کا سلسلہ اسی کی دہائی سے تا حال جاری ہے۔فی زمانہ وہ انگریزی اخبار Dawn کے لیے ادبی کالم لکھ رہے ہیں۔ Perceptions میں کل اٹھتر ادبی کالم شامل ہیں۔یہ کتاب کاروان بک سنٹر ملتان کے زیرِ اہتمام ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔اس میں وہ تمام کالم شامل ہیں جو اس عہد میں آنے والی کتب پہ کالم نگار نے اپنی آرا و تبصرے کی صورت میں قلم بند کیے ہیں۔ان اٹھتر کالموں میں سے پہلے اکاون کالم اردو ادب کے حوالے سے ہیں۔

اس کتاب میں اردو ادب کے حوالے سے شامل مضامین مختلف انگریزی اخبارات میں طبع ہوتے رہے ہیں۔بیشتر مضامین کے عنوانات ہی سے موضوعات کے دائرہ کار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اس کتاب کے اکاون کالم جو اردو ادب کے حوالے سے ہیں یہ تمام مذکورہ کتاب کے پہلے دو حصوں کے وہ انگریزی کالم ہیں جو سید محمد افسر ساجد نے اسی کی دہائی میں شائع ہونے والی کتب کے بارے میں تنقیدی آرا کا اظہار کرتے ہوئے انگریزی زبان میں اردو کو متعارف کروانے کی ایک کوشش کی ہے۔

The Deeper Melody

سید ارتضیٰ حسین کی کتاب The Deeper Melody جو ۱۹۹۰ء میں کراچی کے اشاعتی ادارے پاک امریکن کمرشلز پرائیویٹ لمیٹیڈ کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔کتاب میں شامل انگریزی کالم انگریزی اخبار Dawn میں اسی (۸۰) کی دہائی میں شائع ہوتے رہے۔(20)ان کالموں میں نا صرف اردو ادب بل کہ انگریزی ادب پہ بھی کئی کالم ملتے ہیں۔ The Deeper Melody کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا باب ہی اردو ادب کے مرکزی موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ماسوائے آٹھ مضامین کے دیگر مضامین عالمی ادب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں جن کا ذکر کرنا لایعنی ہو گا۔

Sounds and Whispers

جامعہ کراچی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی کی جہاں اردو زبان میں اہم کتب ادبی منظر نامے پہ گراں قدر اہمیت رکھتی ہیں، وہیں انگریزی زبان میں تحریر کردہ کالم جو اردو زبان و ادب کو انگریزی زبان میں متعارف کروانے کی اہم کڑی ہیں، اہم ہیں۔انگریزی کالموں کا مجموعہ بہ عنوان Sounds and Whispers ، ۱۹۹۱ء میں کوئٹہ کے اشاعتی ادارے اثاثہ بکس کے زیرِ اہتمام طاہرہ کشفی میموریل سوسائٹی کے تعاون سے شائع ہوا۔اس مجموعے کو سید ابوالخیر کے صاحب زادے سید ابو احمد عاکف نے مرتب کیا۔کتاب کے دیباچے میں ابوالخیر کشفی نے کالموں کی اشاعت کے سال اور مجموعہ شائع کروانے کی وجہ پیش کرتے ہوئے لکھا :

"This book is a collection of my columns on the literary scene which appeared in the Statesman weekend review Karachi between 1984 and 1986.... The first justification for publishing this book is the scarcity of books about contemporary Urdu literature in English" (21)

ترجمہ: یہ کتاب ادبی منظر نامے پر میرے کالموں کا مجموعہ ہے جو 1984 اور 1986 کے درمیان اسٹیٹسمین ویک اینڈ ریویو کراچی میں شائع ہوا....اس کتاب کو شائع کرنے کا پہلا جواز انگریزی میں معاصر اردو ادب سے متعلق کتابوں کی کمی ہے۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سید ابوالخیر کشفی کی مذکورہ کتاب میں کل بیالیس کالم ہیں۔ مجموعے کو فہرست میں موضوعات کے اعتبار سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بہ عنوان Literary genres میں کل پانچ کالم شامل کیے گئے ہیں۔ کتاب کا دوسرا حصہ بہ عنوان Institutations میں تین کالم شامل ہیں۔ تیسرا حصہ بہ عنوان Personalities میں کل تیرہ کالم شامل ہیں۔ چوتھا حصہ بہ عنوان Literary problems and critical observations کل بارہ انگریزی کالموں پہ مشتمل ہے۔ مذکورہ کتاب کا پانچواں حصہ بہ عنوان Foreign Literatures میں دو کالم شامل ہیں، چھٹا حصہ بہ عنوان Literary events and happenings میں کل سات کالم ہیں۔

Pakistan a Cultural Metaphor

جیلانی کامران کی کتاب Pakistan A Cultural Metaphor کو ۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے انگریزی شعبہ کے اساتذہ نے مرتب کیا۔ اس کتاب کو لاہور کے اشاعتی ادارے ریمانڈیم بک ہاؤس نے شائع کیا۔ کتاب میں جیلانی کامران کے ستاون کالم شامل ہیں۔ ان میں انگریزی اور اردو ادب کے علاوہ پنجابی ادب کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ کتاب کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم ان دس حصوں کو کوئی عنوان دینے سے گریز برتا گیا ہے۔ اس کتاب کے کل ستاون میں سے اٹھائیس کالم ایسے ہیں جن کا تعلق اردو زبان و ادب سے ہے۔ ان کالموں پہ سرسری نگاہ ڈالنے سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ محض کتب پہ تبصرے ہی نہیں بل کہ اپنے عہد کے ادبی منظرنامے کی جھلک پیش کرتے ہیں جن کا فکری و فنی اعتبار سے سنجیدگی سے جائزہ لیا گیا ہے۔

Iqbal Studies and Pakistani Newspapers

تسلیم احمد کی مرتب شدہ کتاب بہ عنوان Iqbal Studies and Pakistani Newspapers بزمِ اقبال لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔ کتاب میں شامل مضامین انگریزی روزناموں The Muslim اور Pakistan Times سے لیے گئے ہیں۔(22) اس مجموعے میں کل دس مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں ان کالموں کی فہرست بھی درج کی گئی ہے جو افکارِ اقبال کے حوالے سے مختلف تواریخ میں گراں قدر شخصیات کے قلم سے لکھے گئے۔

Reflections on Life and Literature

پروفیسر نظیر صدیقی کے انگریزی کالموں کی کتاب Reflection on Life and Literature، ۱۹۹۴ء میں اسلام آباد کے اشاعتی ادارے ثنا پبلی کیشنز سے شائع ہوئی۔ کتاب میں کل گیارہ مضامین ہیں۔ جن میں سات کا تعلق اردو ادب سے ہے۔ کتاب میں یہ بتایا نہیں گیا کہ ان کالموں کا ماخذ کیا ہے،، تاہم قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ کالم بھی کسی انگریزی اخبار ہی سے اخذ شدہ ہیں۔

Views and Reviews

پروفیسر نظیر صدیقی کی کتاب Views and Reviews میں ان انگریزی ادبی کالموں کو یک جا کیا گیا ہے جو انگریزی اخبارات The Dawn کراچی، The News international کراچی، The Nation لاہور، Observer اسلام آباد، اور The Leader کراچی میں شائع ہوتے رہے۔(23)

کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بہ عنوان On National and international literature میں کل اکیس کالم شامل ہیں۔ جن میں اردو ادب کے حوالے پانچ کالم ہیں۔ دوسرے حصے بہ عنوان Reviews of English and Urdu books میں کل سات کالم شامل ہیں۔ ان میں سے چار کا تعلق اردو ادب سے ہے۔ کتاب کا تیسرا حصہ بہ عنوان On social moral and political issues میں چار کالم شامل ہیں مگر یہ تمام موضوعِ مقالہ سے غیر متعلق ہیں۔ کتاب کا چوتھا حصہ On some personalities کے عنوان سے ہے جس کے پانچ کالموں میں سے اردو ادب کے حوالے سے کوئی کالم نہیں۔ کتاب کے چار حصوں میں کل پینتیس شامل ہیں جن میں سے نو کالم اردو ادب کے حوالے سے ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں کراچی کے اشاعتی ادارے ایجوکیشنل پریس سے شائع ہوئی۔

Modern Urdu Poets

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

یونس احمر کی کتاب Modern Urdu Poets کے عنوان سے ۱۹۹۵ء میں کراچی کے اشاعتی ادارے رائل بک کمپنی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔اس کتاب میں چونیتس شعرا کی شعری جہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔یہ تمام کالم اسلام آباد کے انگریزی روزنامہ The Muslim میں شائع ہوئے۔(24)کتاب میں شامل تمام شعرا کا تعلق ترقی پسند تحریک سے وابستہ شعرا کی شاعری کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔اس کتاب کے حوالے سے ڈاکٹر عارفہ شہزاد لکھتی ہیں:

"ترقی پسند تحریک کے شعرا کے حوالے سے عبدالقوی ضیا (A.Q.Zia) کی کتاب Urdu poetry in contemporary setting مطبوعہ ۱۹۸۵ء میں اس تحریک کے کئی شعرا زیرِ بحث آئے تاہم مذکورہ کتاب میں اس کے ایک آرٹیکل کی کتابی شکل ہونے کے باعث کئی حوالوں سے تشنگی محسوس ہوتی ہے۔بالخصوص ترقی پسند تحریک کے شعرا کے انفرادی تنقیدی مطالعات بہت مختصر ہیں۔اس کمی کو یونس احمر کی کتاب Modern Urdu poetsنے کسی حد تک پورا کر دیا ہے۔"(۵)

اس کتاب میں جن ترقی پسند شعرا پہ مضامین لکھے گئے ہیں ان میں جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، فارغ بخاری، احمد ندیم قاسمی، ابن انشاء، احسن علی خان، احمد شمیم، عبدالعزیز خالد، کشور ناہید، سلیم احمد، انجم اعظمی، احمد ظفر، جمیل الدین عالی، حمایت علی شاعر، مصطفی زیدی، وزیر آغا، سحر انصاری، امجد اسلام امجد، شبنم رومانی، احمد فراز، شوکت واسطی، صادق نسیم، پروین فنا سید، جمیل ملک محسن احسان، ادا جعفری، اعجاز فاروقی، عرفانہ عزیز، افسر ماہپوری، ولی اللہ شاہین، ادیب سہیل، تابش دہلوی، محشر بدایونی اور سرشار صدیقی کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔مزید براں یونس احمر نے ان شعرا کے اردو کلام کا انگریزی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔تاہم اردو متن کو شامل نہیں کیا گیا۔

Glimpse of the East and West in Urdu Literature

پروفیسر نظیر صدیقی کی کتاب Glimpse of the east and west in Urdu literature ندیم پبلی کیشنز راولپنڈی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں شامل انگریزی کالم انگریزی اخبار The News International میں شائع ہوتے رہے۔(26)

اس کتاب کی ایک اہم خاصیت یہ بھی ہے کہ ہر کالم کے آخر میں وہ تاریخ بھی درج کی گئی ہے جس میں کالم اخبار کا حصہ بنا۔کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلے حصے میں Urdu Literature in Progress کے عنوان کے تحت پینتیس ادبی کالم شامل ہیں۔جب کہ کتاب کے دوسرے حصے بہ عنوان Western Development in literature میں ستائیس کالم شامل ہیں۔کتاب کے پہلے حصے میں شامل کردہ کالم ہی مقالے کا حصہ بن سکتے ہیں۔مذکورہ کتاب کے دوسرے حصے کے کالموں کا تعلق انگریزی ادب سے ہے جو کہ مقالہ کا حصہ نہیں لہٰذا ان کی تفصیل بیان کرنا بھی لایعنی ہوگا۔

Cross Currents in Urdu Literature

جیلانی کامران کی یہ کتاب ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر وحید قریشی (۵) کی معاونت سے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے شائع ہوئی۔یہ ان کالموں کا مجموعہ ہے جو انگریزی اخبار دی نیشن لاہور (The Nation) میں شائع ہوتے رہے۔یہ کتاب ادب اور ثقافت کے متعلق جیلانی کامران کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں خاصی معاون ثابت ہو سکتی ہے۔دیباچہ میں انھوں نے اس امر کا اظہار بھی کیا ہے کہ ادب کے بارے میں سماج کی جو بھی رائے ہو اس بات سے انکار کسی طور ممکن نہیں کہ سماج کو بنانے یا سنوارنے میں ثقافت کا عمل دخل بھی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"Neverthless whatever the view about literature, the fact is that literature has an effective role in the formation of attitudes of a culture's collective life. In fact, it is through literature and with its creative assistance that the life of a culture assumes meaning in a historicalperspective." (27)

ترجمہ؛بہ ہر حال ادب کے بارے میں جو بھی نظریہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ ادب کا کسی ثقافت کی اجتماعی زندگی کے رویوں کی تشکیل میں موثر کردار ہوتا ہے۔در حقیقت ادب اور اس کی تخلیقی مدد سے ہی ثقافت کی زندگی تاریخی تناظر میں معنی رکھتی ہے۔

مذکورہ مجموعہ میں کل بارہ کالم شامل ہیں۔موضوعات کے اعتبار سے کتاب کو کل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ چار کالموں پہ مشتمل ہے۔کتاب کے دوسرے حصے میں دو کالم شامل کیے گئے ہیں جب کہ اسی کتاب کے تیسرے حصے میں کل چھے انگریزی کالموں کو شامل کیا گیا ہے۔جیلانی کامران نے ادب اور ثقافت کے مابین تعلق کو بیان کیا ہے۔

Columns on Books in English and Urdu

پروفیسر نظیر صدیقی کی کتاب Columns on Books in English and Urdu، ۱۹۹۸ء میں 786 پرنٹرز سے شائع ہوئی۔(شہر کا نام درج نہیں)یہ کتاب بھی ان کے ان انگریزی کالموں کا مجموعہ ہیں جو The News International میں شائع ہوتے رہے تھے۔((28

اس کتاب میں شامل کالم بھی ان کی دیگر کتب کی طرح معاصر ادبی کتب پہ تبصروں اور تذکروں کا مجموعہ ہے۔کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ بہ عنوان Columns on books in English میں کل پندرہ کالم شامل ہیں جو انگریزی کتب کے مطالعے اور آرا کا پتا دیتے ہیں۔جب کہ کتاب کا دوسرا حصہ بہ عنوان Columns on books in Urdu میں کل انیس کالم شامل ہیں۔

Modern Urdu Prose

صفدر میر کی کتاب Modern Urdu prose کا تعلق انگریزی کالموں سے ہے۔یہ ان تنقیدی کالموں کو یک جا کیا گیا ہے جو انھوں نے مختلف انگریزی اخبارات و رسائل میں اردو زبان و ادب کے حوالے سے تحریر کیے۔ان انگریزی اخبارات میں The Muslim، Dawn, Star، Mag کے نام شامل ہیں۔صفدر میر کی حیات میں تو یہ کالم شائع نہ ہو سکے مگر ان کالموں کی اہمیت و مقام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آزاد انٹر پرائزر لاہور کے زیرِ اشاعت عامر ریاض نے ان کو یک جا کر کے کتابی صورت میں شائع کرایا۔یہ کتاب ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔((29

کتاب کو چار حصوں میں عنوانات کی ذیل میں تقسیم کیا گیا۔اس میں کل بہتر کالم شامل ہیں۔مرتب نے ان کالموں کو زمانی اعتبار سے ترتیب دینے کی بہ جائے جن چار عنوانات کو مدِ نظر رکھا وہ یہ ہیں:

Commitment , Among contemporaries Despair and whithdrawl ,The modern sensibility

پہلے حصے بہ عنوان Commitment میں کل چوبیس کالم شامل ہیں۔دوسرے حصے بہ عنوان Among contemporaries کا جائزہ لیں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ صفدر میر نے افسانوی ادب میں عمیق دل چسپی دکھاتے ہوئے اردو فکشن کی سنجیدہ کتب اور مصنفین کو اپنے کالموں کا موضوع بنایا اور دنیائے اردو ادب کی روشن عکاسی کی ہے۔مذکورہ کتاب کے تیسرے حصے بہ عنوان Despair' and withdrawal میں بھی دوسرے حصے کی طرح کل اٹھارہ مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔چوتھا اور آخری حصہ بہ عنوان The modern sensibility بارہ مضامین پہ مشتمل ہے۔یہ حصہ معاصر تنقیدی زاویوں کی روشنی میں سامنے آنے والی تنقیدی تھیوریوں کے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔

Appraisals

سید محمد افسر ساجد کی کتاب Appraisals بیکن بکس ملتان، کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔اس سے پہلے ان کے تبصروں کا مجموعہ Perceptions کے عنوان سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔اس کتاب میں شامل تبصرے انگریزی اخبار دی نیشن The Nation میں شائع ہوتے رہے((30

پہلے تین وضاحتی مضامین کے علاوہ یہ کتاب کل اٹھانوے کتب، ادبی شخصیات اور ادبی مسائل پہ لکھے گئے تبصرے ہیں۔ان تبصروں کے موضوعات میں نا صرف اردو ادب کے سنجیدہ قارئین کے لیے بہت سی کتب پہ جامع تحریریں ملتی ہیں بل کہ انگریزی زبان میں بھی اردو زبان کی اہمیت اور تواتر سے چھپنے والی کتب کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ان کتب میں اردو رسائل، اردو شعرا اور ادبا پر تبصرے لکھے گئے ہیں۔

The Study of Elegies of Mir Anees

یہ کتاب ان مقالات اور مضامین کا مجموعہ ہے جو محاسنِ کلامِ میر انیس کو بیان کرتے ہیں۔اس کتاب کو علامہ ضمیر اختر نقوی(-)نے ۲۰۰۴ء میں شائع کروایا۔علامہ ضمیر اختر کی مرتب کردہ یہ کتاب محسنہ فائونڈیشن کے اشاعتی ادارے کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔اس کتاب میں کل اکیس مضامین شامل ہیں جن میں مراثی انیس کے تراجم اور تنقیدی مضامین بھی شامل ہیں۔یہاں ان مضامین کا ذکر کیا جارہا ہے جو کسی نہ کسی طرح کسی انگریزی اخبار کا حصہ رہے ہیں۔

محمد علی صدیقی کا مضمون بہ عنوان Nature in Meer Anees' Marsias جس میں میر انیس کے مرثیہ اور ان کی شعری جہات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔انگریزی اخبار Dawn میں یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو شائع ہوا۔اسی طرح محمد علی صدیقی کا ہی Dawn میں لکھا گیا کالم Anees award un Explored کو بھی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔یہ کالم ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو Dawn کے لیے لکھا گیا ہے۔ 31))

انتظار حسین کا کالم بہ عنوان The language of colour جو Dawn میں ۲۸ مئی ۲۰۰۰ء کو شائع ہوا،میں علامہ ضمیر اختر نقوی کی کتاب میر انیس کی شاعری میں رنگوں کے استعمال کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

اسی طرح ایک مضمون جسے کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا،اس کے لکھنے والے ڈاکٹر ماجد رضا عابدی ہیں۔ان کا مضمون بہ عنوان The story told by Newspapers کسی اخبار کا حصہ تو نہیں رہے البتہ بہت سے ایسے انگریزی اخبارات کے کالموں کی نشان دہی کرتا ہے جو کسی انگریزی اخبار میں میر انیس کی شاعری کے حوالے سے لکھے جاتے رہے۔ان اخبارات میں Daily News, Pakistan Times, Dawn اور The Muslim شامل ہیں۔کتاب کے آخر میں انتظار حسین کا کالم (مطبوعہ Dawn ۲۱ مئی ۱۹۹۵ء) بھی شامل کیا گیا ہے۔اس کالم میں میر انیس کی یاد میں ایک ادبی نشست کا ذکر ملتا ہے جس میں علامہ ضمیر اختر نقوی کی کتاب خاندانِ میر انیس کے نام ور شعرا کی تقریب رونمائی کی رپورٹ ہے۔

Culture and Identity

فیض احمد فیض (- ۴)کی تحریروں،تقاریر اور مصاحبوں پہ مشتمل کتاب Culture and Identity کو شیما مجید نے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی کے تعاون سے ۲۰۰۵ء میں شائع کروایا۔ اس کتاب میں کل سات(۷) مضامین ہیں جن میں سے ایک مضمون بہ عنوان Pakistani Modern Urdu Short stories وقار عظیم کی مرتب کردہ کتاب کا دیباچہ ہے۔ Iqbal: The poet ایک تقریر ہے۔دو مضامین بہ عنوان Legacy of literature اور Thoughts on the future of ghazal انگریزی اخبار View point میں علی الترتیب ۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء اور ۰۷ ستمبر ۱۹۸۳ء کی اشاعتوں میں شامل ہیں۔(32)۔باقی تین مضامین کے ماخذات شیما مجید نے درج نہیں کیے۔اس حوالے سے ڈاکٹر عارفہ شہزاد اپنی کتاب "انگریزی میں اردو ادب کی تنقید" میں لکھتی ہیں:

”باقی تین مضامین کے ماخذ درج نہیں ہیں۔قیاس ہے کہ یہ فیض کی غیر مطبوعہ تحریریں ہیں جو ان کے ذاتی ذخیرے سے حاصل کر کے مرتب کی گئی ہوں۔“ (۳)

Symphony of Reflection(2006)

ڈاکٹر امجد پرویز(۵۴) کی کتاب Symphony of Reflections لاہور کے اشاعتی ادارے جہانگیر بکس نے ۲۰۰۶ء میں شائع کی۔کتاب میں شامل انگریزی کالم ۱۹۹۲ء کے آخر میں کالم نگار کی سعودی عرب سے وطن واپسی کے بعد لکھے گئے۔یہ کالم انگریزی اخبارات The News, The Frontier post اور The Daily Nation میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔(34)

کتاب کے آغاز میں ڈاکٹر امجد پرویز کا دیباچہ بہ عنوان Prologue کے علاوہ ڈاکٹر وزیر آغا(-)محمد حنیف رامے (-)، شہزاد احمد (-)، مرتضیٰ برلاس،(۴)ڈاکٹر خورشید رضوی(۴)،ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا(۴)،عطاالحق قاسمی(۴)،نصیر احمد ناصر(۴۵) اور عارف نظامی(۴ -)کے قلم سے لکھے گئے ابتدائیے اور فلیپ بھی شامل کتاب ہیں۔ Symphony of Reflections میں کل ایک سو سینتالیس کالم شامل ہیں۔یہ کالم معاصر ادیبوں کے ادب پاروں پہ لکھے گئے تنقیدی مضامین ہیں۔ڈاکٹر عارفہ شہزاد اس کتاب کے مضامین کے حوالے سے لکھتی ہیں:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

”ڈاکٹر امجد پرویز نے کسی بھی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مبالغہ آمیز تعریف کا انداز نہیں اپنایا۔ بل کہ متوازن انداز میں کتاب کی جملہ خصوصیت کو اجاگر کیا ہے۔ ان کے ان کتب پر تبصروں کو تاثراتی تنقید کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔“ (۵)

اس کتاب میں ڈاکٹر امجد پرویز نے نا صرف پاکستان میں موجود ادبا و شعرا کی کتب کو موضوعِ تنقید بنایا ہے، بل کہ بیرونِ ملک اردو ادب سے تعلق رکھنے والے لکھاریوں کی کتب پہ بھی کالم لکھے ہیں۔

Aesthetics of Incompleteness

اسی (۸۰) کی دہائی میں پاکستان ٹائمز میں جن کالم نگاروں کے کالم شائع ہوتے رہے ان میں ایک اہم نام شعیب بن حسن کا بھی ہے۔ ان کے یہ کالم ان کی دانش مندانہ بصیرے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کتاب Aesthitcs of Incompleteness کو ان کی صاحب زادی نے اپنے والد کی وفات کے بعد ۲۰۰ میں یہ اقبال اکیڈمی لاہور کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۶ء میں شائع کروایا۔ اس کتاب میں کل ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) انگریزی کالموں کو یک جا کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کالم بہ عنوان Iqbal and Faiz کا تعلق بہ راہِ راست اردو شاعری سے ہے۔(36))

On the Wings of Poesy

پروفیسر غلام جیلانی اصغر کی زیرِ نظر کتاب On the Wings of Poesy، ۲۰۰۷ء میں لاہور سے اردو اکیڈمی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔ کالموں کے اس مجموعے کو ڈاکٹر زاہد منیر عامر ( ) نے پروفیسر غلام جیلانی کی وفات کے بعد یک جا کر کے اردو اکیڈمی کے تعاون سے شائع کروایا۔ اس کتاب میں کل چودہ انگریزی کالم شامل ہیں جو انگریزی اخبار The Pakistan Times میں شائع ہوئے۔ کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے میں دس کالم، جب کہ کتاب کے دوسرے حصے میں چار مضامین شامل ہیں۔

Literrary Impressions

ڈاکٹر آفتاب احمد (-) کی کتاب Literrary Impressions ان کی وفات کے بعد دوست پبلی کیشنز اسلام آباد کے تعاون سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ان کے مختلف انگریزی اخبارات میں اردو ادب کے حوالے سے لکھے گئے کالموں کو یک جا کیا گیا ہے۔ یہ کالم The Pakistan Times، Dawn، The Review اور The Nation میں ۱۹۷۵ء سے ۲۰۰۱ء تک کے عرصہ میں شائع ہوتے رہے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کے سیاسی و سماجی کالموں کا مجموعہ بہ عنوان Beyond the vision بھی اسی پبلشر نے شائع کیا۔ یہ کالموں کے مجموعے ان کی وفات کے بعد ان کی بیٹیوں مریم آفتاب اور صوفیہ آفتاب نے شائع کروائے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد کی کتاب Literary Impressions کو موضوعات کے اعتبار سے سات حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے بہ عنوان Literary and society میں کل سترہ کالم شامل ہیں۔ کتاب کے دوسرے حصے بہ عنوان Mirza Asad ullah Khan Ghalib میں کل چار مضامین شامل ہیں۔ تیسرے حصے بہ عنوان Allama Muhammad Iqbal میں بھی کل چار کالم شامل ہیں۔ چوتھے اور آخری حصے بہ عنوان Faiz Ahmad Faiz میں بیسویں صدی کے نمائندہ ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض کی شخصیت اور شاعری پہ کل سات کالم شامل ہیں۔ کتاب کے پانچویں حصے بہ عنوان As I knew them میں کل گیارہ انگریزی کالموں کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ کالم انگریزی اور اردو ادب کی معتبر شخصیات کی ادبی خدمات کے اعتراف میں لکھے گئے ہیں۔ چھٹا حصہ بہ عنوان Book read and re read میں کل آٹھ کالموں کو جگہ دی گئی ہے۔ اس حصے کے چھے کالموں کا تعلق بہ راہِ راست اردو زبان و ادب سے ہے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کی زیرِ بحث کتاب کے ساتویں اور آخری حصے میں ان چار کالموں کو شامل کیا گیا ہے جو ڈاکٹر آفتاب احمد کے معاصرین نے ان کی ادب سے دل چسپی کے حوالے سے لکھے ہیں۔ یہ مضمون ان کے قریبی دوست خواجہ شاہد حسین نے لکھا ہے۔ جس کا ذکر کتاب کے آغاز میں بھی کیا گیا ہے۔

"Our special thanks Khwaja Shahid Hussain one of his closest friend who wrote the forward to the memoir on east Pakistan"(37)

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اس کتاب میں پچپن مضامین میں سے اکاون ڈاکٹر آفتاب احمد کے قلم سے لکھے گئے ہیں جو ان کی تنقیدی بصیرت کا پتا دیتے ہیں۔ یہ کتاب اس حوالے سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ ہر کالم کے آخر میں اخبار کا نام اور تاریخ درج ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اردو ادب کو انگریزی زبان میں متعارف کروانے کا اہم سنگِ میل ہے۔

Rainbow of Reflections

ڈاکٹر امجد پرویز(۵۴) کی کتاب Rainbow of Reflections جہانگیر بکس کے تعاون سے ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں امجد پرویز کے ایک سو پچپن انگریزی ادبی کالموں کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ کالم مختلف انگریزی اخبارات The News, The Nation ، The Frontier Post وغیرہ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔((38 امجد پرویز نے ان ادبی کالموں میں محض توصیف آرائی سے کام نہیں لیا بل کہ ان میں تنقیدی بصیرت کی گہری چھاپ دکھائی دیتی ہے۔

Evaluations

انگریزی میں ادبی موضوعات پہ جن کالم نگاروں کے کالم اسی کی دہائی سے تاحال تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں ان میں سید افسر ساجد (۴) کا نام معتبر ہے۔ اس سے پہلے ان کے انگریزی ادبی کالموں کے دو مجموعے Perception(1989) اور Appraisals(2000) میں شائع ہو چکے ہیں۔ Evaluations اسلام آباد کے اشاعتی ادارے دوست پبلی کیشنز کے تعاون سے شائع ہوئی۔ یہ کالم انگریزی اخبار Pakistan Today میں شائع ہوتے رہے۔((39

یہ کتاب ۲۰۱۹ء میں منظرِ عام پہ آئی۔ اس میں کل ستاسی کالم شامل ہیں۔ Evaluations کو چھے حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

پہلا حصہ بہ عنوان Books on Iqbal and Faiz میں کل چھے کالم شامل ہیں۔ کتاب کا دوسرا حصہ بہ عنوان Book of philosophy ,metaphysics ,history and personal history میں کل بارہ کالم شامل ہیں۔ جن میں بیشتر کالم انگریزی زبان و ادب کا احاطہ کرتے ہیں۔ تیسرے حصے بہ عنوان Books on prose writings-original and translated works میں کل بائیس کالم شامل ہیں۔ کتاب کے چوتھے حصے بہ عنوان Books of poetry original and translated works میں کل اٹھارہ کالم شامل ہیں۔ پانچواں حصہ جس کا عنوان Composite reviews including book of literary criticism of culture میں کل سترہ کالم شامل ہیں۔ اس حصے میں اردو کی تنقیدی کتب کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ کتاب کا چھٹا اور آخری حصہ بہ عنوان Pakistani English literature میں کل بارہ کالم شامل ہیں۔

Coloniality, Modernity and Urdu Literature

ڈاکٹر ناصر عباس نیر (۵) اردو زبان و ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اردو تنقید میں جدیدیت اور نوآبادیاتی مباحث کے علاوہ دیگر تنقیدی تھیوریوں کو متعارف کروانے میں ناصر عباس کا بنیادی کردار ہے۔

زیرِ نظر کتاب لاہور کے اشاعتی ادارے سنگِ میل پبلی کیشنز نے ۲۰۲۰ء میں شائع کی۔ یہ کتاب دراصل ایسے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے جو پہلے پہلے انگریزی اخبار Dawn اور بعد ازاں The News On Sunday میں شائع ہوئے۔((40

کتاب میں کل چوالیس انگریزی مضامین شامل ہیں۔ جن کو موضوعات کے اعتبار سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ جس کا عنوان Colonilality and Modernity میں بارہ مضامین شامل ہیں۔ ان مضامین میں اردو ادب میں نوآبادیاتی بیانیے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ بہ عنوان Poetry and poets میں کل آٹھ مضامین شامل ہیں۔ کتاب کے تیسرے بہ عنوان Art of Fiction میں نو مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ چوتھا حصہ بہ عنوان Literary theory,criticism and critics میں پانچ مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ کتاب کے پانچویں اور آخری حصے جس کا عنوان Miscellaneous کے عنوان سے دس مضامین شامل ہیں۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

غیر مطبوعہ انگریزی ادبی کالم:

پاکستان کے انگریزی اخبارات میں اردو زبان وادب کو متعارف کروانے کے حوالے سے جو سلسلہ باقاعدہ طور پہ اسی کی دہائی سے شروع ہوا اس کا تسلسل ہنوز قائم ہے۔ ابتدائی اخبارات دیکھیں تو اکیس اپریل اور نو نومبر کو یوم اقبال کے حوالے سے معروف دانش وروں جن میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، این میری شمل اور عطیہ فیضی کے موضوعاتِ اقبال کا احاطہ کرنے والے کالم قابل ذکر ہیں۔ ادبی کالم لکھنے کا باقاعدہ آغاز اسی کی دہائی میں ہوا جس میں اردو ادب کے معروف لکھاریوں کی بڑی کھیپ نے اس میں حصہ لیا اور اردو ادب کو انگریزی سمجھنے والوں میں متعارف کروایا۔ اس صف میں نئے لکھنے والے اب بھی شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ ان مبصرین کا مختصر احوال ذیلی سطور میں لکھا جا رہا ہے۔

کچھ ایسے کالم نگاروں کی فہرست دی جا رہی ہے جن کے ادبی کالم اہم ہونے کے باوجود اب تک پرانے اخبارات کے سینے میں دفن پڑے ہیں۔ ان کا سراغ لگانے کی جانب نہ کسی کا دھیان گیا نہ ایسا کوئی خیال کسی محقق کو کھوج لگانے پہ مجبور کر سکا۔ یہ انگریزی کالم مختلف انگریزی اخبارات میں منتشر پڑے ہیں۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان کالموں کو یک جا کرنے کی طرف قارئینِ ادب کی توجہ نہ گئی یا ان کو وہ اہمیت نہ دی گئی جو ان کا بنیادی حق تھا۔ لیکن یہاں اس امر کا اعتراف کرنا لازم ہے کہ یہ سب کالم اردو ادب کی انگریزی زبان میں اہمیت اجاگر کرنے میں کسی اہم سنگِ میل سے کم نہیں۔

انگریزی اخبارات میں اردو زبان وادب کو متعارف کروانے میں جن لکھاریوں نے انگریزی کالم نگاری کے راستے کا انتخاب کیا ان میں کئی اہم اور معتبر نام شامل ہیں۔ یہاں ان کالم نگاروں کے نام اور کالم نگاری کے ادوار کا مختصراً احوال بیان کیا جا رہا ہے۔

محمد خالد اختر: محمد خالد اختر (۲۳ جنوری ۱۹۲۰ء۔ ۲ فروری ۲۰۰۲) اردو ادب کے نامور مزاح نگار، ناول نگار، افسانہ نگار، سفر نامہ نگار اور مترجم ہیں۔ خالد اختر کے بارے یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ انگریزی اخبار دی نیوز The News میں لکھتے رہے۔ اس سلسلے میں راقمہ نے زینت حسام اور اجمل کمال سے رابطہ کیا اور استفسار کرنے پہ معلوم ہوا کہ نوے کی دہائی میں انھوں نے The News کے لیے انگریزی کالم لکھے تھے۔ یہ کالم تعداد میں تو کم ہیں مگر ان کو نظر انداز کرنا محققانہ کوتاہی کے زمرے میں آئے گا۔

انتظار حسین: انتظار حسین (	۔ ۵	) فکشن کا اہم اور معتبر حوالہ ہیں۔ ان کا ایک حوالہ جو عموماً قارئینِ ادب کی دلچسپی سے اوجھل رہا، وہ ان کے انگریزی کالم ہیں۔ انتظار حسین کے قریبی رفیق محمود الحسن کے مطابق انھوں نے انگریزی زبان میں کالم نگاری کا آغاز **سول اینڈ ملٹری گزٹ** سے کیا، اس اخبار میں ان کا پہلا کالم خوشونت سنگھ کے ناول **ٹرین ٹو پاکستان** پہ لکھا گیا تبصرہ تھا۔ علاوہ ازیں انتظار حسین کے انگریزی کالم Frontier Post میں بھی ملتے ہیں۔۔ فرنٹئیر پوسٹ میں انھوں نے ظفر صمدانی کی گزارش پہ کالم لکھنے کا آغاز کیا تھا۔ انگریزی اخبار Dawn میں بھی ایک طویل عرصے تک ان کے کالم شائع ہوتے رہے۔ انتظار حسین کے انگریزی کالموں میں ایسے موضوعات کا وسیع دائرہ ملتا ہے جن کا تعلق براہِ راست اردو زبان وادب سے ہے۔

مظفر علی سید: مظفر علی سید (۶ دسمبر ۱۹۲۹ء	جنوری ۲۰۰۰) اردو تنقید کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔ انھوں نے جہاں اردو تنقید میں **تنقید کی آزادی** جیسی اہم کتاب لکھی، اس کے ساتھ ساتھ انگریزی جاننے والوں میں اردو ادب کو متعارف کروانے کے لیے طویل عرصے تک کالم لکھتے رہے۔ مظفر علی سید کی انگریزی کالم نگاری کے حوالے سے اہم حوالہ ڈاکٹر سہیل احمد خان کے مضمون بہ عنوان 'مظفر علی سید' میں بھی ملتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فضائیہ کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد سید صاحب نے کراچی اور اسلام آباد میں کچھ ملازمتیں کیں مگر سب بکھیڑوں سے آزاد ہو کر وہ لاہور میں پھر سے آباد ہوئے۔ "نیشن" اور "فرائیڈے ٹائمز" میں کالم نگاری کی۔ لاہور کے ادبی حلقوں میں فعال ہوئے۔۔۔" (۴۳)

محمد سلیم الرحمن: محمد سلیم الرحمن (۱۹۳۴) کا شمار عہدِ حاضر میں اردو ادب کی ان چند نابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے جو گزشتہ سات دہائیوں سے مسلسل ادب کی مختلف اصناف میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مگر شہرت کی خواہش تو دور صلے کی تمنا بھی نہیں ہے۔ ترجمہ ہو یا تخلیق، شاعری یا فکشن، تحقیق کا میدان ہو یا رسالہ سویرا کی ادارت، الغرض ادب کا کوئی ایسا میدان نہیں جس میں محمد سلیم الرحمن نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔

اردو اور انگریزی زبان میں ادبی خدمات کی جانب نگاہ دوڑائیں تو محمد سلیم الرحمن نے دونوں زبانوں میں اردو ادب کو متعارف کروانے کے لیے ادبی کالم تحریر کیے۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

محمد سلیم الرحمن کے انگریزی کالم تین انگریزی اخبارات میں مختلف ادوار میں لکھے جاتے رہے ہیں۔ یہ انگریزی اخبارات The Pakistan Times, The Friday Times اور The News میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ شیخ صلاح الدین کی وساطت سے محمد سلیم الرحمن کو Pakistan Times لاہور میں کتابوں پہ تبصرے لکھنے کا موقع ملا۔ پاکستان ٹائمز میں کالم نگاری کا سلسلہ ختم اس لیے ہوا کہ ۱۹۸۹ء میں یہ اخبار بند ہو گیا۔ پاکستان ٹائمز میں محمد سلیم الرحمن نے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۹ء تک کے دورانیے یعنی نو برس پہ محیط عرصے میں لکھے۔

دستیاب مطبوعات کے مطابق ان کالموں کی تعداد ایک سو اکتالیس ہے۔ ۱۹۸۹ء میں پاکستان ٹائمز بند ہوا تو ۱۹۹۰ء میں انگریزی ہفت روزہ The Friday Times کے مالک نجم سیٹھی نے اپنے اخبار میں لکھنے کی فرمائش کی۔ The Friday Times میں شائع کالموں میں کل چالیس کالم شامل ہیں یہ کالم ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۸ء کے دوران شائع ہوتے رہے۔ اس کے بعد یہ اخبار بھی بند ہو گیا۔ اس دوران محمد سلیم الرحمن اردو اخبارات و میگزین میں لکھتے رہے۔ اس میں **ہم شہری** میں لکھے گئے اردو کالموں کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں محمد سلیم الرحمن انگریزی اخبار The News کے لیے بھی انگریزی کالم لکھتے رہے۔ The News میں پہلا کالم ۲۰۰۹ میں ڈاکٹر سہیل احمد خان صاحب (۴ ۔) کی وفات پہ تعزیتی کالم ملتا ہے۔ باقاعدہ سلسلہ ۲۰۱۶ء کے بعد کم و بیش پندرہ روز بعد ان کے چند کالموں کی صورت میں شروع ہوا جو زیادہ دیر نہ چل سکا۔ ا۔ ایک کالم ''نیشن'' میں شاہد حمید کے ٹالسٹائی کے ناول وار اینڈ پیس کے ترجمہ بہ عنوان جنگ اور امن پہ لکھا۔ انگریزی اخبارات میں محمد سلیم الرحمن کے اب تک ایک سو اٹھاسی کالم شائع ہو چکے ہیں۔

خالد احمد: ۱۹۷۹ ء میں خالد احمد (۴) نے فارن آفس کی ملازمت ترک کرنے کے بعد انگریزی اخبارات میں ادبی کالم نگاری کا آغاز کیا۔ یہ سلسلہ Pakistan Times میں ۱۹۷۹ء سے شروع ہوا۔ اس اخبار میں ان کے کالم ۱۹۷۹۔ ۱۹۸۳ء تک کے عرصہ پہ محیط ہیں۔ اس کے علاوہ خالد احمد کے کالم The Friday Times میں بھی ایک عرصے تک لکھے جاتے رہے۔ خالد احمد کے بہ قول سب سے پہلے انھوں نے عزیز احمد کے بارے میں لکھا۔ خالد احمد کا ایک کالم View Point کی فائل سے بھی ملا لیکن یہ کالم ان کے اصلی نام کی بجائے قلمی نام JANUS سے لکھا گیا تھا جو محمد سلیم الرحمن کی ادبی خدمات کے اعتراف میں لکھا گیا ہے۔

رؤف پاریکھ: ڈاکٹر رؤف پاریکھ (۱۶۲گست ۱۹۵۸) ماہرِ لسانیات، مزاح نگار اور عہدِ حاضر میں اردو ادب کو انگریزی زبان میں متعارف کروانے کا اہم حوالہ ہیں۔ ایک طویل مدت سے انگریزی اخبار Dawn کے لیے انگریزی کالم لکھ رہے ہیں۔ راقمہ کو رؤف پاریکھ کے پانچ سو پچاس سے زائد انگریزی کالم دست یاب ہوئے ہیں جن میں اردو ادب کے متنوع موضوعات پہ لکھا گیا ہے۔

آصف فرخی:

آصف فرخی (۵) نے جہاں عالمی ادب کو اردو ادب میں متعارف کروایا وہیں اردو ادب کو بھی دنیا بھر میں متعارف کروانے کے لیے انگریزی کالم لکھے۔ وہ ایک طویل عرصے تک انگریزی روزنامہ Dawn میں لکھتے رہے۔

یاسمین حمید: جدید اردو شاعری میں یاسمین حمید (۵) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یاسمین حمید نے نا صرف خود اردو شاعری کی بل کہ دیگر اردو شعرا کی شاعری کو انگریزی زبان میں متعارف کروایا۔ اس ضمن میں روزنامہ ڈان میں ان کے چالیس سے زائد کالم ملتے ہیں۔ یہ کالم ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۷ء کے عرصے کے درمیان لکھے گئے۔

ابرار احمد : ڈاکٹر ابرار احمد (۴۵ ۔) جدید اردو نظم اور غزل کا معتبر حوالہ تھے۔ آپ نے انگریزی اخبار The News کے لیے ادبی کالم لکھے۔ یہ کالم ۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۳ء تک کے عرصہ کے دوران لکھے گئے ان کالموں میں معاصر ادب اور ادبی رجحانات کے علاوہ ادبی رسائل کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام کالم نگاروں کے علاوہ بھی دیگر کئی اہم ادبی شخصیات نے اردو زبان اور ادب کو انگریزی میں متعارف کروایا ہے۔ ان میں مہر افشاں فاروقی، سید افسر ساجد (۴) امجد پرویز (۵۴)، سعادت سعید (۴) اور وجاہت مسعود ( ) کا نام شامل ہے۔

انگریزی میں اردو ادب کو متعارف کروانے اور تبصرہ نگاری کا یہ سلسلہ جہاں معاصر ادب کو متعارف کروانے کا اہم پیش خیمہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کالم در حقیقت ایک ادبی تاریخ کو مرتب کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر سہیل احمد خان (۴ ۔) انگریزی تبصراتی کالموں کے حوالے سے لکھتے ہیں :

”ایک عرصے تک اچھے ناقد کی شناخت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے عہد میں شائع ہونے والی کتابوں کے ساتھ کس طرح کا رشتہ رکھتا ہے۔۔۔ہمارے ہاں بھی سر سید، حالی اور شبلی کے عہد سے ”ریویو“ کا لفظ مروج ہوا تو تبصرہ نگاری کی اہمیت محسوس کی جانے لگی۔ شیخ عبدالقادر سے مولوی عبدالحق، حافظ محمود شیرانی، نیاز فتح پوری کے عالمانہ تبصروں تک تبصرہ نگاری کے کئی رنگ ہیں۔ مظفر علی سید، شمس الرحمن فاروقی اور محمد سلیم الرحمن کے تبصرے جدید ادب کے قارئین کو بھولے نہ ہوں گے۔۔۔“ (44)

حوالہ جات:

۱: ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان وہند میں، (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، 2016ء)، ص ۴۵

۲: ایضاً، ص ۱۰۳

۳: ایضاً، ص ۱۰۹

۴: ایضاً، ص ۱۲۱

۵: ایضاً، ص:

: ڈاکٹر ناصر عباس نیر، لسانیات اور تنقید، (اسلام آباد: پورب اکادمی، 2009ء)، ص ۲۳

: ڈاکٹر ناصر عباس نیر، ثقافتی شناخت اور استعماری اجارہ داری، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014ء)، ص ۳۱

: ایضاً، ص ۳۱

: ڈاکٹر مبارک علی، برطانوی راج ایک تجزیہ، (لاہور: فکشن ہاؤس ۵)، ص:

: ڈاکٹر مبارک علی، برطانوی ہندوستان، (لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ء)، ص:

: ڈاکٹر ناصر عباس نیر، ثقافتی شناخت اور استعماری اجارہ داری، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۴ء)، ص:

: ایضاً، ص

: ایضاً، ص

14 Asif Farrukhi, The English press in colonial India, Dawn News, 5th January, 2014.

15 Ibid

16 Ibid

17 A.R. Anjum, Conspectus, , (Lahore: Arsalan Publications, 1979), p 1

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

18 Gilani Kamran, cutural Images in post-Iqbal world, (Lahore: Bazm-I-Iqbal,1988), p 9

۱۹: ڈاکٹر عارفہ شہزاد، انگریزی میں اردو ادب کی تنقید، لاہور: دستاویز مطبوعات، ۲۰۱۹ء، ص ۳۸۳

20 S.Irtiza Hussain, The Deeper Melody, "Preface", (Karachi: Pak American commercials (pvt) Ltd,1990). p 2

21 Syed Abul Khair Kashfi, Sounds and Whispers, " Preface", (Quetta: Tahira Kashfi memorial society, 1991). p xi

22: Tasleem Ahmad Tasawur, (Compiled), Iqbal studies and Pakistani News Papers, "Preface",(Lahore: Bazm-I-Iqbal, 1994), p i

23: Prof. Nazeer Siddiqi, Views And Reviews, "Preface" ,(Karachi: Educational Press, 1994), p 8

24: Yunas Ahmer, Modern Urdu Poets, (Karachi: Royal Book Company, 1995), p vi

۵۴: ڈاکٹر عارفہ شہزاد، انگریزی میں اردو ادب کی تنقید، لاہور: دستاویز مطبوعات، ۲۰۱۹، ص ۱۲۰

26: Prof. Nazeer Siddiqi, Glimpses of the East and West in Literature,)Rawalpindi: Nadeem Publications, 1996), p 10

27: Gilani Kamran, Cross Currents in Urdu Literature,(Lahore: West Pakistan Urdu Academy, 1997), p 7

28: Prof. Nazeee Siddiqi, Columns on Books in English and Urdu, (786 Printers, 1998). p 1

29: Safdar Mir, Modern Urdu Prose,(Lahore: Azad Enterprises, 1998), p 7

30: Muhammad Afsar Sajid, Appraisals , (Multan: Beacon Books, 2000), p 9

31: Allama Zamir Akhter Naqvi (Compiled), The Study of Elegies Mir Anees, Mohisna Foundation, 2004), p 158.

32: Sheema Majeed, (Edited) Faiz Ahmed Faiz,Culture and Identity, (Karachi: Oxford University Press, 2005), p 149.

: عارفہ شہزاد، ڈاکٹر، انگریزی میں اردو ادب کی تنقید، (لاہور: دستاویز مطبوعات، 2019)، ص: ۴۲۷

34: Amjad Pervaiz, Symphony of Reflections, (Lahore: Jahangir Books, 2006), p xiii

۵: عارفہ شہزاد، ڈاکٹر، انگریزی میں اردو ادب کی تنقید، لاہور، دستاویز مطبوعات، ۲۰۱۹ء، ص: ۴۲

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

36: Shoaib Bin Hassan, Aesthetics of Incompleteness, (Compiled by Amina Hassan), (Lahore: Iqbal Academy, 2006) p 3

37: Aftab Ahmed,Dr, Literary Impressions, (Islamabad: Dost Publications, 2009), p ix

38: Amjad Pervaiz, Rainbow of Reflections, (Lahore: Jahangir Books, 2010), p xiii

39: Syed Afsar Sajid, Evaluations, (Islamabad: Dost Publications, 2019), p xi

40: Nasir Abbas Nayyar, Coloniality, Modernity and Urdu Literature, (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2020, p 7

۴: سہیل احمد خان، مجموعہ سہیل احمد خان، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ، ص ۴

۴: ایضاً، ص ۵۴

References in Roman Script:

1: Dr. Abdulsalaam Khurshid, Sahafat Pakistan O Hind mein, Lahore: Majlis-e-traqqi adab, 2016, p 65

2: Ibid, p 103

3: Ibid, p 109

4: Ibid, p 121

5: Ibid, p 129

6: Dr. Nasir Abbas Nayyer, Lisaniyat aur tanqid, Islamabad: porab academy, 2009, p 23

7: Dr. Nasir Abbas Nayyer, Saqafti Shanakht aur iste'mari ujara dari, Lahore: Sang-e-Meel publications, 2014, p 31

8: Ibid, p 31

9: Dr. Mubarak Ali, Bartanvi raj aik tajziya, Lahore: Fiction house, 2005, p 99

10: Dr. Mubarak Ali, Bartanvi Hindustan, Lahore: Sanjh publications , 2008, p 10.

11: Dr. Nasir Abbas Nayyer, Saqafti Shanakht aur iste'mari ujara dari, Lahore: Sang-e-Meel publications, 2014, p 30

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

12: Ibid, p 31

13: Ibid, p 31

14: Asif Farrukhi, The English press in colonial India, Dawn News, 5th January, 2014.

15: Ibid

16: Ibid

17: A.R. Anjum, Conspectus, , (Lahore: Arsalan Publications, 1979), p 1

18: Gilani Kamran, cutural Images in post-Iqbal world, (Lahore: Bazm-I-Iqbal,1988), p 9

19: Dr. Arifa Shahzād, Angrezī mein Ùrdū Adab kì tanqīd, (Lahore: Dastavez matbū'āt, 2019) p 383

20 S.Irtiza Hussain, The Deeper Melody, "Preface", (Karachi: Pak American commercials (pvt) Ltd,1990). p 2

21 Syed Abul Khair Kashfi, Sounds and Whispers, " Preface", (Quetta: Tahira Kashfi memorial society, 1991). p xi

22: Tasleem Ahmad Tasawur, (Compiled), Iqbal studies and Pakistani News Papers, "Preface",(Lahore: Bazm-I-Iqbal, 1994), p i

23: Prof. Nazeer Siddiqi, Views And Reviews, "Preface" ,(Karachi: Educational Press, 1994), p 8

24: Yunas Ahmer, Modern Urdu Poets, (Karachi: Royal Book Company, 1995), p vi

25: Dr. Arifa Shahzād, Angrezī mein Ùrdū Adab kì tanqīd, (Lahore: Dastavez matbū'āt, 2019) p 120

26: Prof. Nazeer Siddiqi, Glimpses of the East and West in Literature,)Rawalpindi: Nadeem Publications, 1996), p 10

27: Gilani Kamran, Cross Currents in Urdu Literature,(Lahore: West Pakistan Urdu Academy, 1997), p 7

28: Prof. Nazeee Siddiqi, Columns on Books in English and Urdu, (786 Printers, 1998). p 1

29: Safdar Mir, Modern Urdu Prose,(Lahore: Azad Enterprises, 1998), p 7

30: Muhammad Afsar Sajid, Appraisals , (Multan: Beacon Books, 2000), p 9

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

31: Allama Zamir Akhter Naqvi (Compiled), The Study of Elegies Mir Anees, Mohisna Foundation, 2004), p 158.

32: Sheema Majeed, (Edited) Faiz Ahmed Faiz,Culture and Identity, (Karachi: Oxford University Press, 2005), p 149.

33: Dr. Arifa Shahzād, Angrezī mein Ùrdū Adab kì tanqīd, (Lahore: Dastavez matbū'āt, 2019) p 428

34: Amjad Pervaiz, Symphony of Reflections, (Lahore: Jahangir Books, 2006), p xiii

35: Dr. Arifa Shahzād, Angrezī mein Ùrdū Adab kì tanqīd, (Lahore: Dastavez matbū'āt, 2019) p 72

36: Shoaib Bin Hassan, Aesthetics of Incompleteness, (Compiled by Amina Hassan), (Lahore: Iqbal Academy, 2006) p 3

37: Aftab Ahmed,Dr, Literary Impressions, (Islamabad: Dost Publications, 2009), p ix

38: Amjad Pervaiz, Rainbow of Reflections, (Lahore: Jahangir Books, 2010), p xiii

39: Syed Afsar Sajid, Evaluations, (Islamabad: Dost Publications, 2019), p xi

40: Nasir Abbas Nayyar, Coloniality, Modernity and Urdu Literature, (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2020), p 7

41: Sūhail Ahmad Khān, Maj'mū'ā Sūhail Ahmad Khān, Lahore, Sang-iy-meel publications, 2009, 491.

42: Ibid , p 354